سجدہ میں ہوتا ہے۔روزہ کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ روزے دار صفات خداوندی کے جلوے سے منور ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات کھانے پینے اور خواہشات سے پاک ہے۔روزہ دار بھی کھانے پینے اور خواہشات سے بے نیاز رہتا

(۱) نیت سے مراد ہے ارادہ۔ارادہ ہونا چاہئے۔زبان سے نیت ضروری نہیں۔مثلاً کوئی شخص رمضان شریف میں رات کو بیہوش ہو گیا اور چار دن تک بیہوش رہا تو پہلے دن کا تو روزہ ہو جائے گا۔اگر چہ کھایا پیا نہیں ہے کیونکہ پہلے دن اگر چہ اس نے زبان سے نیت نہیں کی مگر ظاہر یہی ہے کہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ صبح کو روزہ رکھے گا لہذا یہ روزہ درست ہو گیا کیونکہ ارادہ پایا گیا اس کے بعد تین دن کے روزے نہیں ہوں گے کیونکہ ان کا ارادہ نہیں پایا گیا۔ردالمحتار ج ۲ ص ۱۶۸۔

(۲) اس کا مدار خود اس کی سہولت اور آسانی پر ہے اگر روزہ رکھنے میں اس کو یا اس کے ساتھیوں کو پریشانی ہو یا کمزوری بڑھ جائے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اگر کمزوری یا پریشانی نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ قال في الدر المختار ويندب لمسافر الصوم الآية وان تصوم او الخير بمعنے البر لا افعل تفضيل ان لم يضر فان شق عليه او على رفيقه فالفطر افضل لموافقته الجماعة.

ہے۔حضرت حق جل مجدہ کی صفات سے مشابہت کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ روزہ دار کو فرشتوں سے بھی مشابہت ہوتی ہے۔فرشتوں کی غذا ذکر اللہ ہے روزہ سے شکر خداوندی کا موقعہ ملتا ہے۔روزہ سے بھوکے کی قدر اور انسانی ہمدردی کا جذبہ ابھرتا ہے،روزہ سے جسمانی امراض دور ہو جاتے ہیں۔بالخصوص بلغمی مزاج کے لئے اکسیر ہے۔ روزہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا،اور خوشنودی اور ترقی پر درجات اور اخروی نجات کا حتمی ذریعہ ہے۔چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ الصوم لی وانا اجزی به۔یعنی روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ اور عوض دوں گا۔(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۵۴ ج ا۔باب اسرار الصوم) ہزارہا حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے حکم خداوندی کی تعمیل اور اس کی رضاء و خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ماہ شوال کے چھ روزے:

(سوال ۲۵۹) رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے جاتے ہیں وہ پے در پے رکھے جائیں یا متفرق بھی رکھے جا سکتے ہیں؟

(الجواب) ماہ شوال کے چھ روزوں کی بڑی فضیلت وارد ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو پورے سال روزے رکھنے کے برابر ہے۔لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ بعد العید متصلاً دوسرے ہی دن روزہ رکھنا شروع کر دے۔اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مسلسل رکھے جائیں علیحدہ علیحدہ بھی رکھ سکتے ہیں۔درمختار میں ہے وندب تفريق صوم الست من شوال ولايكره التتابع على المختار (درمختار مع شامی ج ۲ ص ۱۷۱ مطلب في صوم الست من شوال)وصوم ست من شوال ثم قيل الا فضل وصلها وقيل تفريقها (نور الایضاح ص ۱۰۵ كتاب الصوم فصل اقسام الصوم)

رمضان میں روزہ نہ رکھ کر علانیہ کھانا۔پینا:

(استفتاء ۲۶۰) رمضان المبارک میں بلا وجہ شرعی روزہ نہ رکھے،اور علانیہ کھائے پیئے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسا شخص فاسق اور اسلامی شعار کی توہین کرنے والا ہے۔خلیفہ ہو تو ایسے بیباک،اور بے حیا کو قتل کی سزا دے۔درمختار میں ہے۔ ولو اكل عمدا شهرة بلا عذر يقتل. یعنی کوئی آدمی بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھے اور بالقصد علانیہ کھائے پیئے تو خلیفۂ اسلام کے حکم سے)قتل کر دیا جائے گا(شامی ص ۱۵۱ ج ۲ ایضاً)فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نماز اور تراویح پڑھے مگر روزہ نہ رکھے اس کا حکم:

(سوال ۲۶۱) ایک آدمی نے نماز تراویح پڑھی لیکن روزہ بلا عذر ترک کر دیا تو اس کی نماز تراویح مقبول ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس کی نماز تراویح مقبول ہوگی اور وہ ثواب کا حق دار ہوگا۔لیکن روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے سخت گنہگار اور فاسق ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

[redacted]

سجدہ میں ہوتا ہے۔روزہ کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ روزے دار صفات خداوندی کے جلوے سے منور ہوتا ہے۔کہ خدا تعالیٰ کی ذات کھانے پینے اور خواہشات سے پاک ہے۔روزہ دار بھی کھانے پینے اور خواہشات سے بے نیاز رہتا

(۱) نیت سے مراد ہے ارادہ۔ارادہ ہونا چاہئے۔زبان سے نیت ضروری نہیں۔مثلاً کوئی شخص رمضان شریف میں رات کو بیہوش ہو گیا اور چار دن تک بیہوش رہا تو پہلے دن کا تو روزہ ہو جائے گا۔اگرچہ کھایا پیا نہیں ہے کیونکہ پہلے دن اگرچہ اس نے زبان سے نیت نہیں کی مگر ظاہر یہی ہے کہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ صبح کو روزہ رکھے گا لہذا یہ روزہ درست ہو گیا کیونکہ ارادہ پایا گیا اس کے بعد تین دن کے روزے نہیں ہوں گے کیونکہ ان کا ارادہ نہیں پایا گیا۔ردالمحتار ج۲ ص ۱۶۸۔

(۲) اس کا مدار خود اس کی سہولت اور آسانی پر ہے اگر روزہ رکھنے میں اس کو یا اس کے ساتھیوں کو پریشانی ہو یا کمزوری بڑھ جائے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اگر کمزوری یا پریشانی نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ قال فی الدر المختار ویندب لمسافر الصوم الآية وان تصوموا والخير بمعنى البر لا افعل تفضيل ان لم يضر فان شق عليه او على رفيقه فالفطر افضل لموافقته الجماعة.

ہے۔حضرت حق جل مجدہ کی صفات سے مشابہت کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ روزہ دار کو فرشتوں سے بھی مشابہت ہوتی ہے۔فرشتوں کی غذا ذکر اللہ ہے روزہ سے شکر خداوندی کا موقعہ ملتا ہے۔روزہ سے بھوکے کی قدر اور انسانی ہمدردی کا جذبہ ابھرتا ہے،روزہ سے جسمانی امراض دور ہو جاتے ہیں۔بالخصوص بلغمی مزاج کے لئے اکسیر ہے۔ روزہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا ،اور خوشنودی اور ترقی پر درجات اور اخروی نجات کا حتمی ذریعہ ہے۔چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ الصوم لی وانا اجزی به۔یعنی روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ اور عوض دوں گا۔(حجۃ اللہ البالغہ ص۵۴ا ج ا۔باب اسرار الصوم) ہزارہا حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے حکم خداوندی کی تعمیل اور اس کی رضاء وخوشنودی حاصل ہوتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ماہ شوال کے چھ روزے:

(سوال ۲۵۹) رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے جاتے ہیں وہ پے در پے رکھے جائیں یا متفرق بھی رکھے جا سکتے ہیں؟

(الجواب) ماہ شوال کے چھ روزوں کی بڑی فضیلت وارد ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو پورے سال روزے رکھنے کے برابر ہے۔لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ بعد العید متصلاً دوسرے ہی دن روزہ رکھنا شروع کردے۔اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مسلسل رکھے جائیں علیحدہ علیحدہ بھی رکھ سکتے ہیں۔درمختار میں ہے وندب تفريق صوم الست من شوال ولا يكره التتابع على المختار (درمختار مع شامی ج ۲ ص ۱۷۱ مطلب فی صوم الست من شوال)وصوم ست من شوال ثم قيل الافضل وصلها وقيل تفريقها (نور الايضاح ص ۱۰۵ كتاب الصوم فصل اقسام الصوم)

رمضان میں روزہ نہ رکھ کر علانیہ کھانا۔پینا:

(استفتاء ۲۶۰) رمضان المبارک میں بلا وجہ شرعی روزہ نہ رکھے،اور علانیہ کھائے پیئے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسا شخص فاسق اور اسلامی شعار کی توہین کرنے والا ہے۔خلیفہ ہو تو ایسے بیباک اور بے حیا کو قتل کی سزا دے۔درمختار میں ہے۔ ولو اکل عمداً شهرة بلا عذر يقتل. یعنی کوئی آدمی بلا عذر شرعی روزہ [illegible] اور [illegible] علانیہ کھائے پیئے تو خلیفہ اسلام کے حکم سے)قتل کردیا جائے گا(شامی ص ۱۵۱ ج ۲ ایضاً)فقط [illegible] م بالصواب۔

نماز اور تراویح پڑھے مگر روزہ نہ رکھے اس کا حکم:

(سوال ۲۶۱) ایک آدمی نے نماز تراویح پڑھی لیکن روزہ بلا عذر ترک کردیا تو اس کی نماز تراویح مقبول ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس کی نماز تراویح مقبول ہوگی اور وہ ثواب کا حق دار ہوگا۔لیکن روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے سخت گنہگار اور فاسق ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍شوال ۱۴۲۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸؍۹۱۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴؍۱۰؍۱۴۲۷ھ

شوال کے چھ روزے کی فضیلت

سوال: [۴۸۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رمضان کے بعد جو چھ روزے رکھے جاتے ہیں، ان کے کیا کیا فضائل ہیں، اور کب تک رکھے جاسکتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ رمضان کے بعد چھ روزے رکھنے پر چھ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں؟

المستفتي: طفیل احمد بستوی، مدرسہ شاہی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: چھ شہیدوں کے ثواب کے بارے میں فقیر کی نظر سے کوئی حدیث نہیں گذری، ہاں حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے، کہ پورے رمضان کے روزے کا ثواب دس مہینوں کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے، اور شوال کے چھ

روزوں کا ثواب دو مہینوں کے روزوں کے برابر ہوگا، گویا یہ ۳۶؍روزوں کا ثواب پورے سال روزہ رکھنے کے برابر ہے۔

كما في الحديث: عن ثوبان مولىٰ رسول الله ﷺ عن رسول الله ﷺ أنه قال: من صام ستة أيام بعد الفطر كان تمام السنة من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها. الحديث: (ابن ماجه شريف، كتاب الصوم، باب صيام ستة أيام من شوال، النسخة الهندية /۱۲۳، ترغيب وترهيب ۱۴۲/۲)

عن أيوب الانصاري ؓ أنه حدثه أن رسول الله ﷺ قال: من صام رمضان ثم أتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر، الحديث: (مسلم شريف، كتاب الصوم، باب استحباب صوم ستة من شوال، النسخة الهندية ۳۶۹/۱، بيت الافكار رقم: ۱۱۶۴/، مشكوٰة شريف، ۱۷۹/۱)

الحسنة بعشر أمثالها فرمضان بعشر أشهر والستة بشهرين الخ. (نووى ۳۶۹/۱)

شوال کا روزہ عید کے بعد سے متفرق رکھنا زیادہ افضل ہے اور اگر پے در پے رکھا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

كما في الدر المختار: وندب تفريق صوم الستة من شوال ولا يكره التتابع على المختار. (الدر المختار، كراچى ۴۳۵/۲، زكريا ۴۲۱/۳)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳؍۲۵۰)

نصف شعبان کے روزہ کی شرعی حیثیت

واذاقال لله علی صوم الابد یفطر ایام العید ویطعم عن کل یوم مسکینا نصف صاع من حنطة ،هشام عن محمد فیمن جعل علی نفسه صوم الابد فأفطر یوم العید ویوم الاضحی لایطعم عن هذه الایام فی حیاته وعلیه أن یطعم ......اذاقال لله علی ان أصوم ابدا فضعف عن الصوم ......کان له ان یفطر ویطعم لکل یوم نصف صاع من الحنطة.

الجواب صحیح: عبدالرحمٰن عفااللہ عنہ　　　واللہ اعلم بالصواب: محمد عمران غفرلہ ولوالدیہ

۲۸ صفرالخیر ۱۴۳۲ھ　　　فتویٰ نمبر: ۲۹۳۵

﴿شوال کے چھ روزوں کا حکم﴾

﴿سوال﴾ کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلے کے متعلق کہ شوال کے چھ روزے کب رکھنے چاہیے مسلسل چھ دن رکھنا ضروری ہے یا متفرق بھی رکھ سکتے ہیں؟

﴿جواب﴾ شوال کے یہ چھ روزے ماہ شوال میں کسی بھی وقت رکھے جاسکتے ہیں، متفرق طور پر رکھنا مستحب ہے لیکن اگر کسی نے مسلسل رکھ لئے تب بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

لمافی التنویرمع الدر:(۲/۴۳۵،طبع سعید)

(وندب تفریق صوم الست من شوال) ولا یکره التتابع علی المختار خلافا للثانی حاوی والاتباع المکروہ أن یصوم الفطر وخمسة بعده.

الجواب صحیح: عبدالرحمٰن عفااللہ عنہ　　　واللہ اعلم: محمد عزیز چترالی

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ　　　فتویٰ نمبر: ۳۰۸

﴿نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے﴾

﴿سوال﴾ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں، کہ ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا

کیسا ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا رکھنا صحیح نہیں ہیں، برائے کرم شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

مستفتی: عبداللہ

[redacted]

نفل روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے:

﴿مسئلہ۷﴾ نفلی روزہ نیت کر کے شروع کرتے سے واجب ہو جاتا ہے۔ پس اگر کسی نے رات کو نفلی روزے کی نیت کی اور پھر اس کو طلوع فجر کے بعد توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔

﴿مسئلہ۸﴾ کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گا لیکن پھر صبح صادق ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔

﴿مسئلہ۹﴾ عورت کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا درست نہیں، اگر اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے، پھر جب وہ اجازت دے اس کی قضا رکھے۔

﴿مسئلہ۱۰﴾ دعوت میں نہ کھانے سے یہ خدشہ ہو کہ میزبان کی دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر نفلی روزہ توڑ دینا درست ہے، اسی طرح مہمان کی خاطر میزبان کا روزہ توڑ دینا بھی درست ہے، البتہ بعد میں قضا رکھنا ضروری ہے۔

دس محرم کا روزہ:

﴿مسئلہ۱۱﴾ محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص یہ روزہ رکھے اس کے

گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اس دن کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے، صرف دسویں کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

بعض دیگر ایام کے روزے:

﴿مسئلہ۱۲﴾ اسی طرح ذوالحجہ کی نویں تاریخ کے روزہ کا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر یکم ذوالحجہ سے نویں تک مسلسل روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

﴿مسئلہ۱۳﴾ اگر ہر مہینے کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور ﷺ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے، ایسے ہی ہر پیر اور جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے، اگر کوئی ہمت کر کے رکھ لے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

﴿مسئلہ۱۴﴾ شعبان کی پندرہویں تاریخ[1] اور عید کے چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی دوسرے نفلوں سے زیادہ ثواب ہے۔

(۱) یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ تمام ذخیرۂ احادیث میں پندرہویں شعبان کے روزے کے بارے میں صرف ایک روایت ہے کہ شب برأت کے بعد والے دن روزہ رکھو، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، لہٰذا اس

مسئلہ ⑦: کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گی، لیکن پھر صبح صادق ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔

لے نفل روزے سے متعلق ۱۴ مسائل مذکور ہیں۔

نفل روزے کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے

مسئلہ ⑧: بغیر شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں، اگر بغیر اس کی اجازت روزہ رکھ لیا تو اس کے توڑ وانے سے توڑ دینا درست ہے پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے۔

مہمان کے خاطر نفل روزہ توڑنا سنت ہے

مسئلہ ⑨: کسی کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہوگا دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر سے نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھر والی کو بھی توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ ⑩: کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کر لی تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں۔

عاشوراء کا روزہ

مسئلہ ⑪: محرم کی دسویں تاریخ روزہ رکھنا مستحب ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گذرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں (اور اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے، صرف دسویں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے)۔

عرفہ کا روزہ

مسئلہ ⑫: اسی طرح بقرعید کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے، اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

پندرہویں شعبان اور شوال کے چھ روزے

مسئلہ ⑬: شبِ برات کی پندرہویں اور عید کے چھ ٦ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ ثواب ہے۔

ایام بیض، پیر اور جمعرات کا روزہ

مسئلہ ⑭: اگر ہر مہینے کی تیرہویں ۱۳، چودہویں ۱۴، پندرہویں ۱۵ تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے

سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور ﷺ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے، ایسے ہی ہر دوشنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے، اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

تمرین

سؤال ①: نفل روزے کی نیت کیسے کی جائے؟

سؤال ②: نفل روزے کی نیت کب تک کرنا جائز ہے؟

نفل روزے

شوال کے چھ روزوں کا حکم

سوال:- {1180} ہمارے قصبہ کے ایک عالم دین شوال کے چھ روزوں کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی تکمیل نہ کرنے پر رمضان کے روزے ادھر لٹک کر رہ جاتے ہیں اور جب تک ان چھ روزوں کی تکمیل نہیں ہو جاتی ثواب نہیں ملتا؟ (سید خواجہ معین، سداسیو پیٹ)

جواب:- شوال کے چھ روزے جائز یا زیادہ سے زیادہ مستحب ہیں، نہ فرض ہیں اور نہ واجب، اس لئے یہ کہنا کہ روزۂ رمضان کا اجر ان روزوں پر موقوف رہتا ہے، درست نہیں، یا تو موصوف سے مغالطہ ہو گیا ہے یا خود آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، فضائل پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ شریعت میں جس عمل کا جو درجہ ہو اس کو اسی درجہ پر رکھا جائے، کسی عمل کے لئے جو اہمیت ثابت ہے، اگر اس کو اس سے زیادہ اہمیت دے دی جائے تو یہ بھی بدعت ہے۔

روزہ کے متفرق مسائل

شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل اور بہتر ہے

سوال: (۲۴۱) ماہ شوال میں جو چھ روزے نفلی رکھے جاتے ہیں؛ ان روزوں کو عید کے اگلے ہی روز سے شروع کردے یا کیا؟ اگر عید سے اگلے روز شروع نہ کیا تو باقی مہینے میں رکھے یا نہیں؟
(۲۰۷۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: شوال کے چھ روزے جو شش عید کے نام سے مشہور ہیں درمختار میں لکھا ہے کہ متفرق رکھنا ان کا بہتر اور مستحب ہے، اور پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں ہے۔ **وندب تفريق صوم السّت من شوّال ولا يكره التّتابع إلخ** (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۹۱/۶)

سوال: (۲۴۲) شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے یا پے در پے رکھنا؟
(۴۷۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار اور شامی میں ہے کہ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل اور بہتر ہے، اور پے در پے رکھنا ۲ شوال سے بھی جائز ہے، مکروہ نہیں ہے۔ **وندب تفريق صوم السّتّ من شوّال ولا يكره التّتابع على المختار** (۱) (الدّرّ المختار) فقط واللہ اعلم (اضافہ از رجسٹر نقول فتاویٰ)

شوال کے چھ روزے لگاتار رکھنا مکروہ نہیں

سوال: (۲۴۳) در شوال شش روزہ متصل داشتن مکروہ است یا نہ؟ یا شش روزہ متفرق دارد؟
(۱۵۸۲/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳/۳۷۵، كتاب الصّوم، باب ما يفسد الصّوم وما لا يفسده، مطلب في صوم السّتّة من شوّال .

الجواب: قال في الدّرّ المختار: وندب تفريق صوم السّتّ من شوّال ولا يكره التّتابع على المختار (۱) یعنی مستحب است، متفرق کردن شش روزۂ شوال را وتتابع ہم مکروہ نیست على القول المختار. فقط (۴۸۹/۶)

ترجمہ سوال: (۲۴۳) شوال میں چھ روزے متصل رکھنا مکروہ ہے یا نہ؟ یا چھ روزے الگ الگ رکھے؟

الجواب: درمختار میں ہے: وندب تفريق صوم السّتّ من شوّال إلخ. یعنی شوال کے چھ روزوں کو الگ الگ رکھنا مستحب ہے، اور قول مختار کے مطابق لگاتار رکھنا بھی مکروہ نہیں ہے۔ فقط

وفي الحقائق صومها متصلا بيوم الفطر يكره عند مالك وعندنا لا يكره وإن اختلف مشايخنا في الأفضل.

وعن أبي يوسف أنه كرهه متتابعا والمختار لا بأس به اهـ وفي الوافي والكافي والمصفى يكره عند مالك، وعندنا لا يكره، وتمام ذلك في رسالة تحرير الأقوال في صوم الست من شوال للعلامة قاسم وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقا إلى أبي حنيفة وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول وأنه صحح ما لم يسبقه أحد إلى تصحيحه وأنه صحح الضعيف وعمد إلى تعطيل ما فيه الثواب الجزيل بدعوى كاذبة بلا دليل ثم ساق كثيرا من نصوص كتب المذهب فراجعها فافهم (قوله والإتباع المكروه إلخ) العبارة لصاحب البدائع وهذا تأويل لما روى عن أبي يوسف على خلاف ما فهمه صاحب الحقائق كما في رسالة العلامة قاسم، لكن ما مر عن الحسن بن زياد يشير إلى أن المكروه عند أبي يوسف تتابعها وإن فصل بيوم الفطر فهو مؤيد لما فهمه في الحقائق تأمل (ردالمحتار، ج۲، ص۴۳۵، كتاب الصوم)

ولا يُكْرَهُ عندنا، وعند الشافعي إتْبَاعُ عيدِ الفطر بِستٍّ من شوّال، لقوله صلى الله عليه وسلم مَنْ صَامَ رمضانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا من شوال كانَ كَصِيامِ الدَّهْرِ .رواه مسلم وأبو داود .وكَرِهَهُ مالكٌ، وهو رِوَايةٌ عن أبي حنيفة وأبي يوسف، لاشْتِمَالِهِ على التَّشَبُّهِ بأهل الكتاب في الزيادة على الفروض، والتشبه بهم مَنْهِيٌّ عنه، وعَامَّةُ المُتَأَخِّرِينَ لم يَرَوْا به بَأْساً (شرح النقاية، ج۲، ص ۲۱۵)

وَمِنْهَا إِتْبَاعُ رَمَضَانَ بِسِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ كَذَا قَالَ اَبُوْيُوْسُفَ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ اَنْ يُتْبِعُوْا رَمَضَانَ صَوْماً خَوْفاً اَنْ يُلْحَقَ ذٰلِكَ بِالْفَرْضِيَّةِ وَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ ...والاتباع المكروه هو ان يصوم يوم الفطر ويصوم بعده خمسة ايام فاما اذا افطر يوم العيد ثم صام بعده ستة ايام فليس بمكروه بل هو مستحب وسنة(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۷۸، كتاب الصوم، فصل شرائط انواع الصيام)

اما صوم التطوع فالايام كلها محل له عندنا وهورواية محمد عن ابي حنيفة ويجوز صوم التطوع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا مختار اور راجح قول کے مطابق یکم شوال کے بعد بقیہ شوال کے دنوں میں چھ نفلی روزوں کو مکروہ قرار دینا غلط ہے۔

اور یہ قول مفتیٰ بہ نہ ہونے کے علاوہ متعدد مستند کتب اور جمہور فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے۔

اور اس سلسلے میں علماء، صلحاء کا شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے کے ثبوت میں جو عمل جاری رہا ہے، یہی صحیح ہے اور کسی شک وشبہ کے بغیر یہ چھ روزے عید کا دن چھوڑ کر رکھنے میں حرج نہیں، بلکہ مستحب اور عظیم ثواب ہے، بشرطیکہ ان کو نفلی روزوں کا درجہ دیا جائے، اور فرض وواجب اور رمضان کا حصہ نہ سمجھا جائے۔

وفي الحقائق صومها متصلا بيوم الفطر يكره عند مالك وعندنا لا يكره وإن اختلف مشايخنا في الأفضل.

وعن أبي يوسف أنه كرهه متتابعا والمختار لا بأس به اهـ وفي الوافي والكافي والمصفى يكره عند مالك، وعندنا لا يكره، وتمام ذلك في رسالة تحرير الأقوال في صوم الست من شوال للعلامة قاسم وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقا إلى أبي حنيفة وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول وأنه صحح ما لم يسبقه أحد إلى تصحيحه وأنه صحح الضعيف وعمد إلى تعطيل ما فيه الثواب الجزيل بدعوى كاذبة بلا دليل ثم ساق كثيرا من نصوص كتب المذهب فراجعها فافهم (قوله والإتباع المكروه إلخ) العبارة لصاحب البدائع وهذا تأويل لما روى عن أبي يوسف على خلاف ما فهمه صاحب الحقائق كما في رسالة العلامة قاسم، لكن ما مر عن الحسن بن زياد يشير إلى ان المكروه عند أبي يوسف تتابعها وإن فصل بيوم الفطر فهو مؤيد لما فهمه في الحقائق تأمل (ردالمحتار، ج۲، ص۴۳۵، كتاب الصوم)

ولا يُكْرَهُ عندنا، وعند الشافعي إِتْبَاعُ عيدِ الفطر بِسِتٍّ من شوّال، لقوله صلى الله عليه وسلم مَنْ صَامَ رمضانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتّاً من شوال كانَ كَصِيامِ الدَّهْرِ .رواه مسلم وأبو داود .وكَرِهَهُ مالكٌ، وهو رِوَايَةٌ عن أبي حنيفة وأبي يوسف، لاشْتِمَالِهِ على التَّشَبُّهِ بأهل الكتاب في الزيادة على الفروض، والتشبّه بهم مَنْهِيٌّ عنه، وعامّةُ المُتَأَخِّرِينَ لم يَرَوْا به بَأْساً (شرح النقاية، ج۲، ص ۲۱۵)

وَمِنْهَا إِتْبَاعُ رَمَضَانَ بِسِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ كَذَا قَالَ أَبُوْيُوْسُفَ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ اَنْ يُّتْبِعُوْا رَمَضَانَ صَوْماً خَوْفًا اَنْ يُلْحَقَ ذٰلِكَ بِالْفَرْضِيَّةِ وَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ ...والاتباع المكروه هوان يصوم يوم الفطر ويصوم بعده خمسة ايام فاما اذا افطر يوم العيد ثم صام بعده ستة ايام فليس بمكروه بل هو مستحب وسنة(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۷۸، كتاب الصوم، فصل شرائط انواع الصيام)

اما صوم التطوع فالايام كلها محل له عندنا وهورواية محمد عن ابي حنيفة ويجوز صوم التطوع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا مختار اور راجح قول کے مطابق یکم شوال کے بعد بقیہ شوال کے دنوں میں چھ نفلی روزوں کو مکروہ قرار دینا غلط ہے۔

اور یہ قول مفتیٰ بہ نہ ہونے کے علاوہ متعدد مستند کتب اور جمہور فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے۔

اور اس سلسلے میں علماء، صلحاء کا شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے کے ثبوت میں جو عمل جاری رہا ہے، یہی صحیح ہے اور کسی شک وشبہ کے بغیر یہ چھ روزے عید کا دن چھوڑ کر رکھنے میں حرج نہیں، بلکہ مستحب اور عظیم ثواب ہے، بشرطیکہ ان کو نفلی روزوں کا درجہ دیا جائے، اور فرض وواجب اور رمضان کا حصہ نہ سمجھا جائے۔

مسند احمد:، الرقم: 14302

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

پہلی حدیث میں شوال کے چھ روزے رکھنے کو "پورے زمانے کے روزے" اور دوسری حدیث میں "پورے سال کے روزے" رکھنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو "الحسنۃ بعشر امثالھا" (ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گناہ ہے) کے اصول کے مطابق اس ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔

اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ دو مہینے کے روزوں برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اور اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے روزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس سے مذکورہ حدیث کا مطلب واضح سمجھ میں آتا ہے۔ "گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے" نیز اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ رمضان کے ساتھ ساتھ شوال کے روزوں کو بھی مستقل رکھتا رہے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری ہو۔

اس وضاحت سے حدیث مذکور کا مضمون "یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے" بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ

اس فضیلت کو حاصل کر لیا جائے۔

چند ضروری مسائل:

احادیث، کتبِ فقہ اور فتاویٰ کی روشنی میں شوال کے شش روزوں کی تحقیق:

سوال: شوال کے چھ روزوں سے متعلق احادیث اور کتبِ فقہ سے تحقیق درکار ہے؟

الجواب: شوال کے چھ روزوں کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں چند احادیث درجِ ذیل ہیں:

(۱) عن أبي أيوب الأنصاريﷺ أنه حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من صام رمضان ثم أتبعه ستاً من شوال كان كصيام الدهر. (رواه مسلم: ۱/۳٦۹، باب استحباب صوم من ستة شوال۔ والترمذی: ۱/۱۵۸، باب ماجاء فی صيام ستة ايام من شوال۔ وابوداود: ۱/۳۳۰، باب فی صوم ستة ايام من شوال۔ وابن ماجة: ۱/۱۲۳).

(۲) عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: "من صام ستة أيام بعد الفطر كان تمام السنة من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها. (رواه ابن ماجة: ۱/۱۲۳، باب ستة ايام من شوال).

(۳) عن ابن عمر ﷺ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من صام رمضان و أتبعه ستاً من شوال، خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه. (اخرجه الطبرانی فی الاوسط: ۸/۲۷۵/۸٦۲۲) واخرجه البيهقی فی سننه الكبرى: ٤/۲۹۲۔ والنسائی فی الكبرى: ۲/۱٦۳۔ والطبرانی فی الكبير: ۲/۱۲۵۔ والبيهقی فی شعب الايمان: ۸/۲٤۵۔ وابوعوانة: ٦/۳٦، باب بيان ثواب من صام رمضان۔ وابن خزيمة: ۷/٤۸۰، جماع ابواب صوم التطوع۔ وابوداود الطيالسی: ۲/۱۲۵۔ واحمد: ۵/۲۹۷، حديث ابی ايوب الانصاریؓ۔ والدارمی: ۵/۲۹۷، باب فی صيام الستة من شوال).

نیز فقہاء نے بھی ان روزوں کو مستحب قرار دیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں مراقی الفلاح میں ہے:

وأما القسم الرابع وهو المندوب....ومنه صوم ست من شهرشوال.... (مراقی الفلاح: ۲۳۰، کتاب الصوم، بیروت).

شامی میں ہے:

قال صاحب الهداية في كتابه التجنيس: أن صوم الستة بعد الفطر متتابعة منهم من كرهه، والمختار أنه لا بأس به لأن الكراهة إنما كانت لأنه لا يؤمن من أن يعد ذلك من

رمضان فيكون تشبهاً بالنصارى والآن زال ذلك المعنى، ومثله في كتاب النوازل لأبي الليث، والواقعات للحسام الشهيد، والمحيط البرهاني، والذخيرة، وفي الغاية عن الحسن بن زياد: أنه كان لا يرى بصومها بأساً ويقول كفىٰ بيوم الفطر مفرقاً بينهن وبين رمضان، وفيها أيضاً عامة المتأخرين لم يروا به بأساً...وتمام ذلك في رسالة "تحرير الأقوال في صوم الست من شوال" للعلامة قاسم وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقاً إلى أبي حنيفةؒ وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول وأنه صحح ما لم يسبقه أحد إلى تصحيحه وأنه صحح الضعيف وعمد إلى تعطيل ما فيه الثواب الجزيل بدعوى كاذبة بلا دليل ثم ساق كثيراً من نصوص كتب المذهب فراجعها فافهم. (الدرالمختار مع الشامی: ۲/٤۳۵، مطلب فی صوم الست من شوال، سعید).

بدائع الصنائع میں ہے:

والإتباع المكروه هو أن يصوم يوم الفطر ويصوم بعده خمسة أيام، فأما إذا أفطر يوم العيد ثم صام بعده ستة أيام فليس بمكروه، بل هو مستحب وسنة. (بدائع الصنائع: ۲/۷۸، سعید).

بدعوی کاذبة بلا دلیل ثم ساق کثیراً من نصوص کتب المذهب فراجعها فافهم. (الدرالمختار مع الشامی: ۲/ ٤٣٥، مطلب فی صوم الست من شوال، سعید).

بدائع الصنائع میں ہے:

والإتباع المكروه هو أن يصوم يوم الفطر ويصوم بعده خمسة أيام، فأما إذا أفطر يوم العيد ثم صام بعده ستة أيام فليس بمكروه ، بل هو مستحب وسنة. (بدائع الصنائع: ۲/ ۷۸، سعید).

فتاوی ہندیہ میں ہے:

عامة المتأخرين لم يروا به بأساً هكذا في البحر الرائق، والأصح أنه لابأس به كذا في محيط السرخسي، وتستحب الستة متفرقة كل أسبوع يومان كذا في الظهيرية. (الفتاوی الهندية: ۱/ ۲۰۱ـ وكذا في فتاوی قاضيخان على هامش الهندية: ۱/ ۲۰٦ـ و البحرالرائق: ۲/ ۲٥۸).

فتاوی دارالعلوم میں ہے:

شوال کے چھ روزے شش عید کے نام سے مشہور ہیں، درمختار میں لکھا ہے کہ متفرق رکھنا ان کا بہتر اور مستحب ہے اور پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم: ٦/ ۴۹۱، مدلل ومکمل، دارالاشاعت).

اسلامی فقہ میں ہے:

شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھنا بھی سنت ہے۔ (اسلامی فقہ: ۱/ ۴۱۷، نفل روزے).

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی ؒ نے اپنی مشہور کتاب ''اعلاء السنن'' (۹/ ۱۷۷) میں ان چھ روزوں کو مستحب قرار دیتے ہوئے ایک باب "باب استحباب صيام ستة من شوال" قائم کر کے حدیث ذکر فرمائی ہے۔

موجودہ دور کے مشہور محقق وفقیہ ''الدکتور وھبۃ الزحیلی'' نے اپنی کتاب ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' میں ان

روزوں کو جو بالاتفاق بین الائمۃ مستحب ہیں، گنتے ہوئے نمبر چار میں شوال شوال کے چھ روزوں کو ذکر کیا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان روزوں کے استحباب پر چاروں مذاہب کے علماء متفق ہیں۔

مذکورہ کتاب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: وأيام صوم التطوع بالاتفاق ما يلي: ۱... ۲... ۳... ٤ـ صوم ستة أيام من شوال ، ولو متفرقة . (الفقه الاسلامي وادلته: ۲/ ٥۸۸ـ ٥۸۹، النوع الرابع، صوم التطوع، دارالفكر).

مزید ملاحظہ فرمائیں: فتاوی رحیمیہ: ۲/ ۱٦، شوال کے چھ روزے۔ وبہشتی زیور: ۳/ ۱۰، نفل روزے کا بیان۔ وعمدۃ الفقہ: ۳/ ۱۸٦، مستحب روزے۔ کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۴۴۲، شوال کے چھ روزوں کا حکم)۔ واللہ ﷺ اعلم۔

امام صاحب کی طرف کراہت کی نسبت کا مطلب:

سوال: امام صاحب کی طرف کراہت کی نسبت ہے، اور یہ بات بھی طے ہے کہ عبادات میں امام صاحبؒ کا قول لینا چاہئے، اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب: محققین فقہاء نے کراہت کی تردید فرمائی ہے، اورامام صاحب سے کراہت والا قول غیر ثابت قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ شامیؒ اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنے بعد تحریر فرماتے ہیں:

... وتمام ذلك في رسالة " تحرير الأقوال في صوم الست من شوال " للعلامة قاسم وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقاً إلى أبي حنيفةؒ وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول، وأنه صحح ما لم يسبقه أحد إلى تصحيحه وأنه صحح الضعيف وعمد إلى تعطيل ما فيه الثواب الجزيل، بدعوى كاذبة بلا دليل، ثم ساق كثيراً من نصوص كتب المذهب، فراجعها فافهم.

(فتاوی الشامی: ۲/ ٤٣٥، مطلب فی صوم الست من شوال، سعید)

نیز علامہ یوسف بنوریؒ نے بھی کراہت والے قول کو صیغۂ تمریض سے بیان فرمایا ہے۔

ملاحظہ ہو معارف السنن میں ہے:

نسب إلى أبي حنيفةؒ ومالكؒ كراهتها ، وإلى الشافعيؒ وأحمدؒ استحبابها، والنقول

جواب:... روزے کا فرض تو ادا ہو جائے گا،[۱] لیکن آدمی ناپاکی کی بنا پر گناہگار ہوگا، غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز فوت ہو جائے سخت گناہ ہے۔[۲]

شش عید کے روزے رکھنے سے رمضان کے قضا روزے ادا نہ ہوں گے

سوال:... کیا شوال کے چھ روزے دُوسرے دن سے رکھنے چاہئیں؟ یعنی پہلا (شش عید کا) روزہ ہر حال میں شوال کی دو تاریخ کو رکھا جائے، باقی روزے پورے مہینے میں کسی دن رکھے جاسکتے ہیں؟ اس کی بھی وضاحت کریں کہ یہ روزے رکھنے سے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے ادا ہو جاتے ہیں؟

جواب:... یہ مسئلہ جو عوام میں مشہور ہے کہ ''شش عید کے لئے عید کے دُوسرے دن روزہ رکھنا ضروری ہے'' بالکل غلط ہے، عید کے دُوسرے دن روزہ رکھنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ عید کے مہینے میں، جب بھی چھ روزے رکھ لئے جائیں، خواہ لگاتار رکھے جائیں یا متفرق طور پر، پورا ثواب مل جائے گا، بلکہ بعض اہلِ علم نے تو عید کے دُوسرے دن روزہ رکھنے کو مکروہ کہا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں، دُوسرے دن سے بھی شروع کر سکتے ہیں۔[۳] شوال کے چھ روزے رکھنے سے رمضان کے قضا روزے ادا نہیں ہوں گے، بلکہ وہ الگ رکھنے ہوں گے، کیونکہ یہ نفلی روزے ہیں، اور رمضان کے فرض روزے، جب تک رمضان کے قضا روزوں کی نیت نہیں کرے گا، وہ ادا نہیں ہوں گے۔[۴]

عورت اپنے قضا روزے شوال میں رکھ سکتی ہے، لیکن شوال کے روزوں کا ثواب نہیں ملے گا

سوال:... ماہِ رمضان میں ہمارے جو روزے قضا ہو جاتے ہیں، انہیں شوال کے چھ روزوں میں ہی رکھ سکتے ہیں؟ یا شوال کے علیحدہ رکھنے ہوں گے اور قضا روزے بعد میں؟

جواب:... عورتوں کے جو روزے قضا ہو جاتے ہیں، ان کو شوال میں بھی رکھ سکتی ہیں، لیکن شوال کے چھ روزے رکھنے کی جو

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳، ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) وعن علی قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا تدخل الملائکة بیتًا فیه صورة ولَا کلب، ولَا جنب۔ رواہ أبو داوٗد والنسائی۔ (مشکوٰۃ ج:۱ ص:۵۰، کتاب الطهارة، باب مخالطة الجنب، الفصل الثانی)۔ وفی المرقاة: (ولَا جنب) أی الذی اعتاد ترک الغسل تهاونًا حتّٰی یمر علیه وقت صلاة فإنه مستخف بالشرع، لَا أیّ جنب کان۔ (مرقاة المفاتیح شرح مشکٰوة المصابیح ج:۱ ص:۳۳۵، طبع بمبئی هند)۔

(۳) وعن أبی یوسف کراهته متتابعًا لَا متفرقا لکن عامة المتاخرین لم یرو به بأسا هٰکذا فی البحر الرائق والأصح أنه لَا بأس به کذا فی محیط السرخسی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۰۱، کتاب الصوم، کذا فی الشامی ج:۲ ص:۴۳۵)۔

(۴) وفی التنویر والشرط للباقی تثبیت النیة وتعیینها (درمختار) وفی الشامیة: والشرط للباقی من الصیام .... وهو قضاء رمضان والنذر المطلق ...الخ۔ (شامی ج:۲ ص:۳۸۰، کتاب الصوم)۔

فضیلت ہے، وہ اس صورت میں حاصل ہوگی جبکہ فرض روزوں کے علاوہ شوال کے چھ نفلی روزے رکھیں۔[۱]

چھ ماہ رات اور چھ ماہ دن والے علاقے میں روزہ کس طرح رکھیں؟

سوال:... دُنیا میں ایک جگہ ایسی ہے جہاں چھ ماہ رات ہوتی ہے اور چھ ماہ دن ہوتا ہے، تو وہاں مسلمان رمضان کے پورے روزے کیسے رکھیں گے؟

جواب:... وہ اپنے قریب ترین ملک جہاں دن رات کا نظام معمول کے مطابق ہو، اس کے طلوع وغروب کے اعتبار سے روزہ رکھیں گے۔[۲]

سحری کھانے کے بعد سونے میں حرج نہیں، بشرطیکہ جماعت نہ چھوٹے

سوال:... سحری کھانے کے بعد سوجانا مکروہ ہے یا کہ نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ سحری کے بعد سونا مکروہ ہے۔

محرم اور ذی الحجہ کے روزے

محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے "کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں" اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔ اسی طرح بقرعید کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پیچھے گناہ

معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تاریخ تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔ (بہشتی زیور حصہ سوم ص ۱۰ بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ص ۲۰۰ و عالمگیری ج ا ص ۲۰۰)

شب برات کے روزے

شب برات (شعبان) کی پندرہویں اور عید کے چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی ثواب اور نفلوں سے یعنی جن روزوں کی کوئی خاص بزرگی ثابت نہیں، زیادہ ثواب ہے، اور اسی طرح ہر مہینے کی تیرہویں، چودہویں پندرہویں تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے حضورؐ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی طرح ہر دوشنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے، اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

(بہشتی زیور سوم ص ۱۰ بحوالہ مراقی الفلاح ج ص ۱۹۳))

باب (۱۶)

وہ عذر جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے

یہ مجبوریاں ایسی ہیں کہ ان میں رمضان کے اندر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو جاتی ہے۔

(۱) بیماری کی وجہ سے روزے کی طاقت نہ ہو، یا مرض بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے رمضان کے بعد اسکی قضاء لازم ہے۔

(۲) جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے بعد میں قضاء کرے۔

(۳) جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے، اگر روزہ سے بچہ کو دودھ نہیں ملتا تکلیف پہنچتی ہے تو روزہ نہ رکھے پھر قضاء کرے۔

(۴) مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کی سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو) اس کے لیئے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر اگر کچھ تکلیف و دقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ

٢٧٥٥- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ فِي ذِكْرِ الصِّيَامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .بِمِثْلِهِ.

اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں روایت سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

باب استحباب صوم ستة ايام من شوال

شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے کا بیان

اس باب میں امام مسلمؒ نے تین احادیث کو بیان کیا ہے۔

٢٧٥٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ- قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ- أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے رمضان کے مہینہ بھر روزے رکھے اور اس کے فوراً بعد ہی شوال کے بھی چھ روزے رکھے تو گویا اس نے زمانہ بھر روزے رکھ لئے۔''

تشریح:

"ستاً من شوال" شوال کے چھ روزے اس صحیح اور صریح حدیث سے ثابت ہیں۔ عیدالفطر کے بعد ان کو شوال میں متفرق طور پر بھی رکھا

جا سکتا ہے اور مسلسل بھی رکھنا جائز ہے۔ بعض فقہاء نے متفرق کو اولیٰ قرار دیا ہے، بعض نے اتصال کو اولیٰ قرار دیا ہے۔ تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ جہاں لوگ اتصال کو رمضان کے ساتھ اختلاط سمجھنے لگ جائیں اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ بعض نادان عیدالفطر کے دن کہہ رہے ہوں "نحن الى الآن لم يات عيدنا" تو ایسی صورت میں افتراق اولیٰ ہے۔ اگر اختلاط کی صورت پیدا نہیں ہو رہی ہو اور لوگ شبہ میں واقع نہیں ہوتے ہوں تو اتصال اولیٰ ہے۔ امام مالکؒ نے شوال کے چھ روزوں کو مکروہ لکھا ہے۔ چنانچہ موطا میں وہ فرماتے ہیں: "ما رايت احداً من اهل العلم يصومها" یعنی عوام میں تو مشہور ہیں، لیکن میں نے علماء کو یہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ علامہ ابی مالکیؒ نے چار تاویلیں کی ہیں اور امام مالکؒ کے قول کو مختلف محامل پر حمل کیا ہے۔ شوال کے چھ روزوں کو جائز کہا ہے۔

علماء احناف میں سے علامہ ابن ہمامؒ نے بحوالہ امام ابو یوسف و ابو حنیفہ اس کو مکروہ لکھا ہے۔ ملا علی قاری اس طرح فیصلہ فرماتے ہیں: "قالوا يكره لئلا يظن وجوبها" (كذا فی المرقات ج ۴ ص ۵۴۵)

بہرحال صحیح اور صریح احادیث کی موجودگی میں شوال کے چھ روزوں کا انکار کرنا تو بہت بڑی جرأت ہے، جو کسی بھی عالم کے لئے مناسب نہیں، لیکن عوام الناس نے ان روزوں کے ساتھ التزام کا معاملہ شروع کیا ہے جیسا کہ اوپر ملا علی قاری کی عبارت نقل کی گئی ہے کہ ایک نادان کہتا ہے: "نحن الى الآن لم يات عيدنا" تو ایسے خارجی عوارض اور خارجی منکرات کی وجہ سے شاید امام مالکؒ اور ابن ہمامؒ نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ آج کل حرمین شریفین میں ان روزوں کا اتنا اہتمام ہوتا ہے کہ کسی آدمی کو خیال ہی نہیں آتا کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا ہے۔ سحری اور افطار کا اسی طرح آرائش و نمائش اور اسی طرح اہتمام ہوتا ہے، جس طرح رمضان میں ہوتا ہے۔ اس کو دیکھ کر فقہاء احناف اور امام مالکؒ کے اقوال سمجھ آ جاتے ہیں۔ بہرحال یہ غلو ایک عارضی خارجی معاملہ ہے، صحیح اور صریح حدیث کا حکم اپنی جگہ پر ہے۔ اس کا انکار اس کی تضعیف و تحریف کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

قوله: "عن المغيرة" إلخ. قلت: دل الحديث على النهى عن الصلاة النافلة للإمام فى موضع المكتوبة، وأدناه الكراهة، وإليه ذهب علمائنا، ولم يقل بالتحريم أحد فيما أعلم. قال فى الدر: وفى الجوهرة: يكره للإمام التنفل فى مكانه لا للمؤتم، وفى الطحطاوى: أى تنزيها، بل يتقدم أو يتأخر أو ينحرف يمينا أو شمالا أو يذهب إلى بيته فيتطوع ثمه، وهو أفضل (حلبى عن المنية اهـ ١: ٣٦٣). قلت: وأما عدم كراهته للمؤتم، فيأتى دليله.

قوله: "عن على رضى الله عنه" إلخ. قلت: دل الحديث على كون التحول للإمام مسنونا، فيكون خلافه مكروها. قال الحافظ فى الفتح: وحكى ابن قدامة فى المغنى عن أحمد أنه كره ذلك، وقال: لا أعرفه عن غير على قال الحافظ: وكان المعنى فى كراهة ذلك خشية التباس النافلة بالفريضة اهـ (٢: ٢٧٨).

١٣٤٥- عن: السائب بن يزيد قال: صليت مع معاوية الجمعة فى المقصورة، فلما سلم الإمام قمت فى مقامى، فصليت، فلما دخل أرسل إلى فقال: لا تعد لما فعلت، إذا صليت الجمعة فلا تصلها بصلاة حتى تكلم أو تخرج، فإن رسول الله ﷺ أمرنا بذلك أن لا نوصل صلاة حتى نتكلم أو نخرج، رواه مسلم (١ :٢٨٨).

قوله: "عن السائب" إلخ. قلت: دل الحديث على استحباب التحول للمأموم أيضا، لأن السائب بن يزيد كان مأموما، ونهاه معاوية عن التطوع فى موضع الفريضة، ولكن ترك التحول لا يكره فى حقه لما فى الحديث من التخيير بين التكلم أو الخروج، فلو لم يخرج من مكانه، بل قام يصلى فيه بعد ما فصل بالكلام جاز له بلا كراهة بدلالة التخيير. ويؤيد ذلك ما روى أحمد وأبو يعلى بإسناد رجالهما رجال الصحيح، كما صرح بذلك فى مجمع الزوائد عن عبد الله بن رباح عن رجل من أصحاب النبى ﷺ أن رسول الله ﷺ صلى العصر، فقام رجل يصلى فرآه عمر فقال له: اجلس فإنما هلك أهل الكتب أنه لم يكن لصلاتهم فصل (فقال النبى ﷺ: أصاب الله بك يا ابن الخطاب! أو كما قال) كذا فى عون المعبود (١: ٣٨٥). والظاهر أن عمر رضى الله عنه لم يرد بالفصل فصلا بالتقدم والتأخر، لأنه قال له: اجلس ولم يقل له: تقدم أو تأخر، وهذا إذا كان الرجل أراد قضاء فائتة عليه [1]، فحكمه حكم التطوع أيضا فى استحباب التحول له أو الفصل بشئ لاشتراك العلة أى الالتباس، وإن كان أراد التطوع فالنهى لأجل كراهة النافلة فى هذا الوقت، ومعنى قول عمر حينئذ أن أهل الكتاب إنما هلكوا لأنه لم يكن لصلاتهم فصل لازم فكان المتعبدون منهم والمجتهدون فى العبادة يصلون كلما أرادوا حتى أفضى ذلك إلى الملال والتعطل، وأما نحن فلصلاتنا فصل لازم لا بد من رعايته حتى نهينا عن الصلاة بعد الفجر إلى الطلوع، وبعد العصر إلى الغروب، وحين يقوم قائم

(١) لا يقال: يرده لفظ أبى داود: فقام الرجل يشفع، فإن الظاهر منه أنه قام يصلى الركعتين بعد الفرض سنة لأن فى سنده أشعث، ومنها لا وفيهما مقال، فلا يقاوم سندا رجاله رجال الصحيح، على أنه يمكن حمله على تعدد الواقعة بأن كان عمر نهى مرة عن وصل الصلاة بصلاة العصر، كما فى رواية أحمد وأبى يعلى، ومرة عن التشفيع بعد غير العصر كما فى رواية أبى داود فليس فيه أن ذلك كان فى العصر فافهم ١٢ منه.

باب استحباب صيام ستة من شوال

وصوم عرفة وصوم عاشوراء

قوله: "عن أبي أيوب" إلخ قال المؤلف: دلالته على الجزء الأول من الباب ظاهرة. وفي الطحطاوي: الست من شوال صومها مكروه عند الإمام متفرقة أو متتابعة

باب استحباب صيام ستة من شوال

٢٥٤٢ـ أخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال الخ النسخة الهندية ٣٦٨/١ مكتبة بيت الأفكار رقم ١١٦٤

وأخرجه أبو داؤد في سننه، كتاب الصوم، باب في صوم ستة أيّام من شوال، النسخة الهندية ٣٣٠/١ مكتبة دارالسلام الرياض رقم ٢٤٣٣

وأخرجه الترمذي في سننه، أبواب الصوم، باب صيام ستّة أيام من شوال، النسخة الهندية ١٥٨/١ مكتبة دارالسلام الرياض رقم ٧٥٩

وأخرجه ابن ماجة في سننه، كتاب الصيام، باب ستّة أيام من شوال، النسخة الهندية ١٢٣/١ مكتبة دارالسلام الرياض رقم ١٧١٦

وأخرجه أحمد في مسنده، مسند الأنصار، حديث أبي أيوب الأنصاري ٤١٧/٥ رقم ٢٣٩٣٠ مكتبة مؤسسة الرسالة بتحقيق شعيب الأرنؤوط ٥١٤/٣٨ رقم ٢٣٥٣٣

وأورده ابن تيمية في المنتقىٰ (مع نيل الأوطار)، كتاب الصيام، أوّل أبواب صوم التطوع، باب صوم ستّ من شوال، مكتبة دارالحديث القاهرة ٦٠٢/٤ مكتبة بيت الأفكار الرياض ٨٢٥ رقم ١٧٠٥

٢٥٤٣ـ عن أبي قتادة في حديث طويل: ثم قال رسول الله ﷺ: ثلاث من كل شهر ورمضان الى رمضان، فهذا صيام الدهر كله. وصيام يوم عرفة أحتسب على اللّٰه أن يكفر السنة التي قبله والسنة التي بعده، وصيام يوم عاشوراه أحتسب أن يكفر السنة التي قبله رواه مسلم (١ـ٣٦٧)

لكن عامة المتأخرين لم يروا به بأسا (بحر ١ـ٧٠٦)(* ١)

قلت: الكراهة محمولة علي احتمال سوء العقيدة لئلا يظن أنها من الفرائض لاتصالها برمضان.

قوله: عن أبى قتادة إلخ قال المؤلف: دلالته على الجزئين الأخيرين من الباب ظاهرة.

وأما ما في "التلخيص الحبير": حديث أنه ﷺ نهي عن صوم عرفة بعرفة . رواه أحمد، وأبو داود، والنسائى، وابن ماجه ، والحاكم، والبيهقي (* ٢) من حديث أبي هريرة وفيه مهدي الهجرى مجهول. ورواه العقيلي في "الضعفاء"من طريقه وقال: لا يتابع عليه.

میں جب سورج غروب ہو تب افطار کرے؟

الجواب: قاعدہ یہ ہے کہ روزہ اور نماز میں اُس مقام کا وقت معتبر ہوگا جہاں پر آدمی ہو، چونکہ صورتِ مسئولہ کے مطابق یہ شخص جہاز میں ہے اس لیے جب اس حالت میں سورج غروب ہو جائے تو پھر روزہ افطار کرے۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: المراد بالغروب زمان غیبوبة جرم الشمس بحیث تظهر الظلمة فی جهة الشرق۔ (ردّ المحتار ج۲ ص۸۸ کتاب الصوم) [1]

شوال کے چھ روزوں کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب! کئی سالوں سے بندہ عید الفطر کے دوسرے دن سے شوال کے چھ روزے رکھ رہا ہے، میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں اور یہ احناف کا مذہب ہے، اس نے ایک رسالہ بھی مجھے دیا ہے جو اسی موضوع پر لکھا ہوا ہے، اپنے دوست کی باتیں سُن کر اور رسالہ دیکھ کر سخت اُلجھن کا شکار ہوں، مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب: احادیث مبارکہ میں شوال کے چھ روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث قرار دیا ہے۔ اس لیے فقہاء احناف کی تقریباً ہر کتاب میں ان روزوں کو مستحب قرار دیا ہے، جہاں تک کراہت کے قول کا تعلق ہے تو اس بارے میں امام ابوحنیفہؒ سے ایک شاذ قول مروی ہے، احناف کا مذہب نہیں، ورنہ فقہاء کرام اس کو بڑے اہتمام سے ذکر کرکے مفتیٰ بہ قرار دیتے۔

لما قال العلامة ابن نجیمؒ: ومنه ایضاً صوم ستة من شوال عند ابی حنیفة متفرقاً کان او متتابعاً وعن ابی یوسف کراهته متتابعاً لا متفرقاً لکن عامة المتاخرین لم یروا به بأساً وقال ابن عابدینؒ: (تحت قوله ولم یروا به بأساً) قد سرد عباراتهم العلامة قاسم فی فتاواه ورد قول من صحح الکراهة فراجعه۔

(البحر الرائق ومنحة الخالق ج۲ ص۲۵۸ کتاب الصوم)

---

[1] قال الشیخ السید احمد الطحطاویؒ: تحت (قوله وهو الیوم) ای هو من اول زمان نصف الصادق الی المغرب ای زمان غیبوبة تمام جرم الشمس بحیث تظهر الظلمة فی جهة المشرق۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص۳۴۶)

رکھے اور بعد میں ان کی قضاء کرے، تاہم اگر روزہ رکھ ہی لے تو حنفیہ کے نزدیک روزہ تو ہو جائے گا البتہ گنہگار ہوگا۔(۳)

تھے اس لئے آپ نے امتیاز کے طور پر دن کے ساتھ نو محرم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے خود آپ کا بھی یہی معمول نقل کیا ہے(٦) — روایات سے معلوم

(۱) ترمذی ۱۵۵/۱ باب ماجاء فی ایجاب القضاء علیه (۲) هندیه ۱۹۳/۱ (۳) درمختار ۱۳۳/۲
(۴) هندیه ۱۹٦/۱ (۵) ترمذی ۱۵۸/۱ (٦) حواله سابق

ہوتا ہے کہ ابتداءً یہی روزہ فرض تھا اور ماقبل اسلام ہی سے قریش یہ روزہ رکھا کرتے تھے، بعد کو جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس روزہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔(۱)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک تنہا دس تاریخ کو روزہ رکھنا مکروہ ہے، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے یہاں مکروہ نہیں(۲) — خیال ہوتا ہے کہ چوں کہ فی زمانہ نہ یہودیوں کے یہاں قمری کیلنڈر مروج ہے اور نہ اس دن روزہ رکھنے کا اہتمام ہے، اس لئے نو تاریخ کو روزہ رکھنے کی اصل علت یعنی یہود سے تشبہ اور مماثلت موجود نہیں، لہٰذا تنہا دس محرم کو روزہ رکھنا بھی کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

مستحب روزے

مستحب روزے جو احادیث اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) یوم عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کا روزہ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ گذشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گا(۳) حجاج اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے کمزوری محسوس نہ کریں اور دعاء کے اہتمام میں فرق نہ آئے تو حنفیہ کے یہاں روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر ضعف و ناتوانی کا اندیشہ ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہئے، حنفیہ کے نزدیک حضرت ابوہریرہؓ کی اس حدیث کا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے"(۴) — کا منشاء یہی قرار دیا گیا ہے۔

(۲) شوال کے چھ روزے — چنانچہ ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "کہ جس نے رمضان کے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے تمام زمانہ روزہ رکھا"(۵) کیوں کہ اگر نیکیوں کا اجر دس گونہ مانا جائے تو یہ چھتیس روزے تین سو ساٹھ روزوں کے برابر ہوگئے۔

حنفیہ اور مالکیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے نزدیک یہ روزے مکروہ ہیں(٦) — لیکن چوں کہ اس بارے میں صحیح روایات موجود ہیں غالباً اسی لئے متاخرین احناف نے اس کے مستحب ہونے کو ترجیح دیا ہے(۷) یہ روزے مسلسل بھی رکھے جاسکتے ہیں اور شوال کے مہینہ میں متفرق دنوں میں بھی۔(۸)

(۳) پیر اور جمعرات کے روزے — حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش کئے جائیں کہ میں روزہ سے رہوں"(۹) — نیز حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ

(۱) دیکھئے: ترمذی ۱۵۸/۱ (۲) الفقه الاسلامی وادلته ۵۹۱/۲ (۳) مسلم ۳٦۷/۱
(۴) ابن ماجه ۱۲۳ (۵) مسلم ۳٦۹/۱ (٦) شرح نووی علی مسلم ۳٦۹/۱
(۷) دیکھئے: حاشیة الطحطاوی علی المراقی ص ۳۵۱ (۸) مراقی الفلاح ۳۵۱ شرح نووی علی مسلم ۳٦۹/۱
(۹) ترمذی ۱۵۷/۱

ہے، حقیقی صوم الدہر مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی پورے سال کے روزے رکھے حتی کہ ان پانچ دنوں کے بھی روزے رکھے جن میں روزے حرام ہیں، اور اگر پانچ ممنوع دنوں کو چھوڑ کر باقی دنوں کے روزے رکھے تو یہ صورت جائز ہے، مگر شریعت کو پسند نہیں، کیونکہ ایسا روزہ دو حال سے خالی نہیں یا تو روزہ دار کو کمزور کرے گا، یا صبح سے پہلے اور غروب کے بعد کھانے کی عادت بن جائے گی، پس روزہ بے فائدہ ہوگا، اس لئے نبی ﷺ نے ایسے صوم الدہر کو پسند نہیں فرمایا۔

اور صوم الدہر کی ایک صورت: صوم داؤدی ہے، یعنی ایک دن روزہ رکھا جائے دوسرے دن نہ رکھا جائے، اسی طرح سال بھر روزے رکھے، حضور ﷺ نے اس کو پسند فرمایا ہے، کیونکہ اس صورت میں نہ بھوکا رہنے کی عادت پڑے گی اور نہ روزہ سے کمزوری آئے گی، آپؐ کا ارشاد: ولا یفِرُّ إذا لاقَی یعنی داؤد علیہ السلام جب دشمن سے مقابل ہوتے تھے تو بھاگتے نہیں تھے، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ صوم داودی سے کمزوری نہیں آتی (بخاری حدیث ۱۹۷۷)

اور اس کے علاوہ بھی صوم الدہر کی دسیوں شکلیں ہیں، آخری شکل وہ ہے جس کا باب میں تذکرہ ہے کہ پورے رمضان کے روزے رکھے، پھر شوال کے چھ روزے رکھے۔ اور یہ صوم الدہر اس طرح ہے کہ شوال کے چھ روزے رمضان کے تیس روزوں کے ساتھ مل کر ۳۶ ہو جائیں گے (رمضان کے روزے اگر انتیس بھی ہونگے تو حکما تیس شمار ہونگے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے شهرَا عيدٍ لاينقصان) پھر الحسنة بعشرة أمثالها کے قاعدہ سے چھتیس کو دس میں ضرب دیں گے تو تین سو ساٹھ روزے ہو جائیں گے اسی طرح وہ صائم الدہر ہو گیا۔

فائدہ: شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا بھی جائز ہے اور مسلسل بھی۔ ابن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی یہ چھ روزے شوال کے پورے مہینے میں رکھ لے تو جائز ہے، یعنی وہ بھی حدیث پر عمل ہوگا اور فضیلت کا مستحق ہوگا۔ لیکن تجربہ یہ ہے کہ اگر عید کے بعد فوراً یہ روزے شروع کر دیئے جائیں تو پورے ہوتے ہیں اور اگر متفرق رکھے جائیں تو شاید ہی پورے ہوں، اس لئے بہتر یہ ہے کہ عید کے بعد فوراً شروع کر دیئے جائیں اور مسلسل رکھے جائیں۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے (أتبعه میں اشارہ ہے کہ یہ روزے رمضان کے بعد فوراً رکھنے چاہئیں) تو یہ ہمیشہ روزے رکھنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی سند میں جو سعد بن سعید ہیں وہ جلیل القدر تابعی ہیں اور یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں، اور مسلم شریف کے راوی ہیں (یہ حدیث انہی کی سند سے مسلم شریف میں ہے) اس لئے امام ترمذیؒ نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور بعض لوگوں نے جو ان کی تضعیف کی ہے کہ ان کو حدیثیں یاد نہیں تھیں: امام ترمذیؒ نے اس جرح کا اعتبار نہیں کیا۔

[۵۲] باب ماجاء في صيام ستة أيام من شوالٍ

[۷۵۰-] حدثنا أحمدُ بنُ مَنِيعٍ، نا أبو مُعَاوِيَةَ، نا سَعْدُ بنُ سَعِيدٍ، عن عُمَرَ بنِ ثابتٍ، عن أبي أيُّوبَ، قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: " مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِستٍّ مِنْ شَوَّالٍ،

شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے۔ احادیث سے ثابت ہے، ابن ماجہ میں صراحت کے ساتھ یہ باب باندھا ہے: باب صیام ستة أيام من شوال، پھر یہ حدیث نقل کی ہے: عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال: من صام ستة أيام بعد الفطر كان تمام السنة من جاء بالحسنة فلہ عشر أمثالها (ابن ماجة:۱۲۳) اور ابوداوٴد اور ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صيام الدہر قال: إن لأہلک حقًا صم رمضان والذی یلیہ وکل أربعاء وخمیس فإذا أنتَ قد صمتَ الدہر کلہ (بحوالہ مشکاة، ج:۱، ص:۱۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،
دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa ID: 1147-1162/L=9/1436-U
شوال کے چھ روزوں کی فضیلت (۱)
حدیث شریف میں مذکور ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جس نے
رمضان کے روزے رکھے اور پھر عید کے بعد
چھ روزے رکھے تو اس نے گویا پورے سال
کے روزے رکھے" (مشکاۃ: ۱۷۹) (۲) درست
ہے اور بہتر یہ ہے کہ تسلسل کے ساتھ روزہ
رکھنے کے بجائے متفرق طور پر رکھا جائے۔
(۳) ہرحال میں رکھ سکتے ہیں سوائے
عورت کے کہ وہ ماہواری کے ایام میں نہیں
رکھ سکتی۔ (۴) آپ جس نیت سے روزہ
رکھیں گے اسی کا اعتبار ہوگا، اگر قضا کی
نیت سے روزہ رکھتے ہیں تو قضا ادا ہوں
گے شوال کے نفل روزے ادا نہ ہوں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،
دارالعلوم دیوبند

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے صوم الدھر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کی اجازت نہیں دی اور یہ فرمایا کہ رمضان کے روزے رکھا کر، اور اس مہینہ میں جو اس کے متصل ہے اور ہر بدھ اور جمعرات کو بس یہی ہے تیرے لئے صوم الدھر، والذی یلیہ کا مصداق بظاہر ماہ شوال ہے، مگر ترجمۃ الباب تو شعبان کے بارے میں ہے پس ہو سکتا ہے مصنف نے اس سے شعبان ہی مراد لیا ہو جس میں کوئی اشکال نہیں، رمضان کی ایک جانب میں شوال ہے، دوسری جانب میں شعبان، لیکن بعض نسخوں میں اس حدیث پر مستقل شوال ہی کا ترجمۃ الباب ہے اس صورت میں اس سے شوال ہی مراد ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ صم رمضان والذی یلیہ اس سیاق سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ رمضان سے متصل جو مہینہ ہے اس سے پورا ہی مراد ہے، لیکن کسی حدیث میں صراحۃً شوال کے پورے ماہ کے روزوں کا مطلوب ہونا وارد نہیں، بخلاف شعبان کے اس کے بارے میں اس طرح کی روایات ہیں لہذا راجح یہی ہے کہ والذی یلیہ سے شعبان مراد لیا جائے، صاحب منہل کی رائے یہی ہے، اور ہمارے حضرت نے بذل میں والذی یلیہ سے پورا مہینہ مراد نہیں لیا بلکہ شوال کے صرف چھ روزے کیونکہ دوسری احادیث سے اسی کا مطلوب ہونا ثابت ہے، لیکن اس صورت میں اشکال یہ ہوگا کہ شوال کے چھ روزوں کا ترجمہ مستقل آگے آرہا ہے۔

والحدیث اخرجہ الترمذی (المنہل) وزاد المنذری "النسائی" ایضاً۔

باب فی صوم ستۃ ایام من شوال

شوال کے ایام ستہ کے روزوں میں اختلافات علماء

ان روزوں کے بارے میں مشہور ہے کہ جمہور علماء ان کے استحباب کے قائل ہیں بخلاف امام مالک کے انہوں نے ان کا انکار کیا ہے موطأ میں ہے، امام مالک فرماتے ہیں: ما رأیت احدا من اھل العلم یصومھا، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک کے ساتھ امام ابوحنیفہ کو بھی ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: وقال مالک[1] وابوحنیفۃ یکرہ ذلک، اور حضرت نے بذل میں لکھا ہے واما مذھب الحنفیۃ فی ذلک فقال فی "نور الایضاح" وشرحہ "مراقی الفلاح" واما القسم الرابع وھو المندوب فھو صوم ثلاثۃ ایام من کل شھر ویندب کونھا الایام البیض، ومن ھذا القسم صوم یوم الاثنین ویوم الخمیس ومنہ صوم ست من شھر شوال، قال الطحطاوی فی شرحہ: قولہ وصوم ست من شھر شوال، قال فی البحر الست من شوال صومھا مکروہ عند الامام متفرقۃ او متتابعۃ، لکن عامۃ المتأخرین لم یروا بہ بأسًا۔

دوسری بحث یہاں پر یہ ہے کہ ان روزوں میں توالی وتتابع اولی ہے یا تفریق؟ شافعیہ کے نزدیک عید الفطر کے بعد علی التوالی رکھنا مستحب ہے، قال النووی فان فرقھا او اخرھا عن اوائل شوال الی اواخرہ حصلت فضیلۃ المتابعۃ، لانہ

---

[1] امام مالک کے مسلک کی تحقیق آگے آرہی ہے ۱۲

یصدق انہ اتبعہ ستا من شوال اھ، اور حنفیہ کے یہاں اس میں دونوں قول ہیں، قیل الظاہر وصلہا لظاہر قولہ "فاتبعہ" (اس لئے کہ فار تعقیب بلا فصل کے لئے آتی ہے) وقیل تفریقہا، اظہاراً لمخالفۃ اھل الکتاب فی التشبیہ بالزیادۃ علی المفروض اھ من المراقی، اور "درمختار" میں ہے: وندب تفریق صوم الست من شوال، ولا یکرہ التتابع علی المختار خلافاً للثانی اھ یعنی ہمارے نزدیک تفریق ان روزوں کی اولیٰ ہے لیکن تسلسل بھی مکروہ نہیں قول راجح میں، البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے اور امام احمد کا مذہب منہل میں یہ لکھا ہے: وقال احمد: لا فرق بین المتابع وعدمہ فی الفضل، ایسے ہی صاحب منہل نے یہ بھی لکھا ہے کہ فقہاء مالکیہ بھی ان روزوں کے استحباب کے قائل ہیں لیکن متفرقاً، اور اوجز ص۹۶ ج۳ میں حضرت شیخ لکھتے ہیں: شافعیہ کے نزدیک یہ روزے بالاتفاق مستحب ہیں بلکہ تاکد کے ساتھ، اور ایسے ہی حنابلہ کے یہاں بھی سنت ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں میں ہے، اور امام مالک کا مسلک شروح حدیث اور کتب خلافیات جیسے "بدایۃ المجتہد" وغیرہ میں مشہور یہ ہے کہ ان کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں لیکن "الشرح الکبیر" للدردیر اور دسوقی میں یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک کراہۃ امور خمسہ کے ساتھ مقید ہے اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہو جائے تو کراہۃ نہیں، اور وہ قیود یہ ہیں (۱) رکھنے والا مقتدیٰ بہ اور پیشوائے وقت ہو (۲) رمضان کے بعد متصلاً (۳) تسلسل کے ساتھ بلا تفریق کے (۴) ان روزوں کو علانیہ طور پر رکھنا (۵) سنیۃ اتصال کا قائل ہونا اھ

ان روزوں کی مشروعیت میں مصلحت

ان روزوں کی مشروعیت میں مصلحت وحکمت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ یہ بمنزلہ سنن رواتب کے ہیں جو فرض نمازوں کے ساتھ مشروع ہیں جن کا فائدہ نقصان کی تلافی ہے جو فرض نماز میں واقع ہوا ہو، علی ہذا القیاس ان روزوں کی مشروعیت صیام رمضان میں نقص کی تلافی وتدارک کے لئے ہے اھ من المنہل، میں کہتا ہوں اور یہی مصلحت حدیث شریف میں صدقۃ الفطر کی مشروعیت کے بارے میں وارد ہوئی ہے کما تقدم فی کتاب الزکاۃ عن ابن عباس قال: فرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زکاۃ الفطر طہرۃً للصیام من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین الحدیث۔

باب کیف کان یصوم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف

باب النوافل

شوال کے چھ روزے:

عن أبی أیوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر.

(رواہ مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی کے ساتھ شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو اس نے گویا تمام سال روزے رکھے۔

تشریح: یہ چھ روزے رمضان المبارک کے فرض روزوں کے بعد ایسے ہیں جیسے فرض نماز کے بعد نفل یہ روزے شوال کے مہینے میں جب بھی رکھ لئے جائیں یہ ثواب حاصل ہو جائے گا۔ البتہ طبرانی کی ایک ضعیف روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روزے عید کے فورا بعد لگاتار ہونے چاہئیں۔

عرفہ کا روزہ:

عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صیام یوم عرفۃ انی احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی بعدہ والسنۃ التی قبلہ. (رواہ الترمذی)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ (ذی الحجہ کی نو تاریخ) کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فِقہُ العبادات

یعنی

توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کے

مُفصّل احکام

مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب مدظلہم
استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی



دارُالاشاعت
اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

شفاعت

روزہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے یہ شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! اس بندے کو اپنی رضا عطا فرما دیجئے اور قرآن مجید بھی شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! یہ بندہ میری تلاوت کرتا تھا، اس لئے اس سے عذاب کو ہٹا دیجیے اور اس کو جنت عطا فرما دیجیے۔(۱)

شوال کے چھ روزے

(۱) شوال میں عید کے دن کے بعد سے مہینہ ختم ہونے تک چھ روزے رکھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ یہ روزے رمضان المبارک کے فرض روزوں کے بعد ایسے ہیں جیسے فرض نماز کے بعد سنت اور نفل نماز ہوتی ہے۔(۲)

(۲) جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے مہینے میں بھی چھ روزے رکھے گا اس کو پورا ایک سال مسلسل روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا، کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ لہٰذا 36x10=360 بنے گا۔(۳)

(۳) شوال کے چھ روزے پے درپے مسلسل رکھے یا متفرق طور پر یا عید کے دن کے بعد یا پورے مہینے میں کسی بھی چھ دن روزے رکھے تمام صورتیں صحیح ہیں۔(۴)

---

(۱) عن عبداللہ بن عمروان رسول اللہ ﷺ قال الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشھوات بالنھار فشفعنی فیہ ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان. رواہ البیھقی شعب الایمان .(مشکوۃ ص: ۱۷۳ کتاب الصوم الفصل الثانی قدیمی)

(۳،۲) عن عمر بن ثابت بن الحارث الخزرجی عن ابی ایوب الانصاری انہ حدثہ ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر .(مسلم شریف ج: ۱ ص: ۳۶۹،باب استحباب ستۃ من شوال اتباعا لرمضان .ط: قدیمی کتب خانہ)

(۴) قال صاحب الھدایۃ فی کتابہ التجنیس :ان صوم الستۃ بعد الفطر متتابعۃ منھم من کرھہ والمختار انہ لاباس بہ لان الکراھۃ انما کانت لانہ لایؤمن من ان یعد ذلک من رمضان فیکون تشبھا بالنصاری والأن زال ذلک المعنی الخ(شامی ج: ۲ ص: ۴۳۵. سعید

شوال کے چھ روزے رکھنے کی شرعی حیثیت

سوال

شوال کے روزوں کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگوں کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں راہ نمائی فرمائیں!

جواب

شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی صحیح سند کے ساتھ حدیث کی مستند کتابوں میں موجود ہے:

گناہ نہیں۔

(۴): شش عید کے روزوں کو بدعت کہنا صحیح نہیں، یہ روزے احناف کے نزدیک صحیح ومفتی بہ قول کے مطابق مستحب وسنت ہیں، البتہ اگر کوئی شخص یہ روزے عید الفطر کا دن ملا کر رکھتا ہے، یعنی: عید الفطر اور اس کے بعد پانچ دن روزے رکھتا ہے تو یہ مکروہ ہے؛ کیوں کہ عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، اس سلسلہ میں چند دلائل اور حوالجات حسب ذیل ہیں:

الف: صحیح مسلم میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پوری زندگی روزہ رکھنے کے برابر ہے، عن أبي أیوب الأنصاري رضی اللہ عنہ أنہ حدثہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من صام رمضان ثم أتبعہ ستاً من شوال کان کصیام الدھر، رواہ مسلم (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصوم، باب صیام التطوع، ص ۱۷۹، ط: المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)، البتہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی

روایت میں ہے کہ یہ ایک سال روزے کے برابر ہے (رسالہ: تحریر الأقوال فی صوم الست من شوال من مجموعۃ رسائل العلامۃ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ، ص ۳۹۱- ۳۹۳، مطبوعہ: دار النوادر، سوریۃ، لبنان، الکویت)۔

ب: صاحب بدائع علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے فرمایا: اتباع مکروہ یہ ہے کہ آدمی عید الفطر کے دن روزہ رکھے اور اس کے بعد پانچ دن روزے رکھے، اور اگر کسی نے عید الفطر کے دن افطار کیا، پھر اس کے بعد چھ دن روزے رکھا تو یہ مکروہ نہیں؛ بلکہ مستحب وسنت ہے۔ صفحہ نمبر 2

والإتباع المکروہ ھو أن یصوم یوم الفطر و یصوم بعدہ خمسۃ أیام، فأما إذا أفطر یوم العید ثم صام بعدہ ستۃ أیام فلیس بمکروہ؛ بل ھو مستحب وسنۃ (بدائع الصنائع، کتاب الصوم ۲: ۵۶۲، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

ج: صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی رحمہ اللہ نے فرمایا: مرغوب وپسندیدہ روزوں میں شوال کے مسلسل چھ روزے بھی ہیں (رسالہ: تحریر الأقوال فی صوم الست من شوال من مجموعۃ رسائل العلامۃ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ،

ص ۳۸٦)۔

د: فتاوی عالمگیری میں البحر الرائق کے حوالے سے ہے کہ شوال کے چھ روزوں میں کچھ حرج نہیں، اور محیط سرخسی کے حوالے سے ہے: صحیح تر قول یہ ہے کہ شوال کے چھ روزوں میں کچھ حرج نہیں، یعنی: یہ روزے مستحب ہیں؛ کیوں کہ حرج کی نفی قول کراہت کے مقابلہ میں ہے اور ایسی صورت میں حرج نہ ہونے کا مطلب استحباب ہوتا ہے۔

صفحہ نمبر 3

عامة المتأخرين لم يروا به - بصوم الستة من شوال - بأساً هكذا في البحر الرائق، والأصح أنه لا بأس به كذا في محيط السرخسي (الفتاوی الهندية، كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره، ۱: ۲۰۱، ط: مكتبة زكريا ديوبند)، وكلمة "لا بأس" هنا مستعملة في المندوب؛ لأنها ليست مطردة لما تركه أولى، بل تستعمل في المندوب أيضاً إذا كان المحل مما يتوهم فيه البأس أي: الشدة، خاصة إذا تأيد ذلك الأمر بالحديث النبوي - على صاحبه الصلاة والسلام - كذا حققه الحصكفي وابن عابدين الشامي في الدر المختار وحاشيته رد المحتار (كتاب الطهارة ۱: ۲۴۱، كتاب الصلاة، باب العيدين ۳: ۶۵، باب الجنائز في

شرح قول الدر: "ولا بأس برش الماء عليه" ۱۴۳: ۳و۶: ۲۵۷ ط مکتبۃ زکریا دیوبند)، ومثلها کلمۃ "لاجناح" بل قد استعملت ھذہ في سورۃ البقرۃ (رقم الآیہ: ۱۵۸) بمعنی الوجوب کما في رد المحتار لابن عابدین الشامي (۶: ۲۵۷)، وکلمۃ "لاحرج" أیضاً؛ لأنھا بمعناھا۔

ص نمبر 4

ھ: علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے در مختار میں ابن کمال کے حوالے سے وہی مضمون نقل فرمایا ہے، جو اوپر بدائع کے حوالے سے ذکر کیا گیا، یعنی: عید الفطر کا دن چھوڑ کر ماہ شوال میں چھ روزے رکھنا مستحب وسنت ہے، اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنے حاشیہ میں اسے برقرار رکھا؛ بلکہ متعدد کتابوں کے حوالے سے اسے مؤکد فرمایا اور کراہت کے قول کی تردید فرمائی اور آخر میں علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ کے رسالہ (: تحریر الأقوال في صوم الست من شوال) کا حوالہ دیا جس میں علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ نے کراہت کے قول کی تردید فرما کر کتب مذہب سے استحباب وسنیت کا قول مؤکد فرمایا ہے، ذیل میں صرف در مختار کی عبارت پیش کی جاتی ہے:

والاِتباع المکروہ ھو أن یصوم الفطر و خمسة بعدہ، فلو أفطر لم یکرہ؛ بل یستحب ویسن، ابن کمال (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما یکرہ فیھا، ۳: ۴۲۲، ط: مکتبة زکریا دیوبند)۔

ص نمبر 5

و: اسی طرح علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے بھی سنن ترمذی کی مشہور شرح: معارف السنن (کتاب الصوم، باب ما جاء في صیام ستة من شوال) میں علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ کے رسالہ کی روشنی میں اسی قول کو مؤکد فرمایا ہے کہ شوال کے چھ روزے مستحب ہیں اور کراہت کے قول کی تردید فرمائی ہے۔

ز: علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اعلاء السنن (۹: ۱۷۷، مطبوعہ: إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة کراچی) میں حضرت ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت پر استحباب کا باب قائم فرمایا ہے، یعنی: باب استحباب صیام ستة من شوال الخ معلوم ہوا کہ شوال کے چھ روزے مستحب ہیں۔

ح: بہشتی زیور کامل (۳: ۱۴۲) میں ہے:

ح : بہشتی زیور کامل (۳ : ۱۴۲) میں ہے :

عید کے چھ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ ثواب ہے ۔

درج بالا چند دلائل اور حوالجات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ شوال کے چھ روزے احناف کے نزدیک بلاشبہ مستحب و سنت ہیں اور ان کی کراہت یا بدعت کا قول صحیح نہیں ۔

ص نمبر 6

(۵) : اگر آدمی تسبیح ہاتھ میں لے کر اس کے ذریعے کلمہ طیبہ ، درود شریف وغیرہ کی گنتی کرتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ تسبیح دائیں ہاتھ میں لے کر گنتی کرے ، بلاعذر و مجبوری اس میں بایاں ہاتھ کا استعمال خلاف سنت اور خلاف افضل ہے؛ کیوں کہ تسبیحات کا عدد شمار کرنا بھی ایک اچھا کام ہے ، اور ہر اچھے کام کے لیے دایاں ہاتھ کا استعمال سنت و افضل ہے ۔ اور اگر کوئی شخص انگلیوں پر تسبیحات شمار کرتا ہے تو انگلیوں کے ذریعے تعداد شمار کرنے کا جو مسنون طریقہ ہے ، اسے سیکھ کر اس کے ذریعے تعداد شمار کرے ، اور اگر کسی شخص کو انگلیوں کے ذریعے تعداد شمار کرنے کا مسنون طریقہ نہیں آتا اور ہندوپاک وغیرہ میں عوام میں